محترم ممبر صاحبان

قومی اسمبلی کی خدمت میں

خدا اور اُسکے رسولِ اکرم صلعم

کے نام پر

اپیل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

www.aaiil.org

ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے تین فریق } ہمارے واجب الاحترام وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے اپنی تقریر میں اعلان کیا ہے کہ آئین میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جو ختم نبوت کا قائل نہیں وہ مسلمان نہیں اور کوثر نیازی صاحب کا جو بیان آج کے اخباروں میں شائع ہوا ہے اس میں بھی اسی بات کو دہرایا گیا ہے۔ اس وقت پاکستان میں تین فریق ہیں جن کا تعلق مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ ہے ایک فریق عام مسلمان اور ان کے علمائے کرام پر مشتمل ہے اور دوسرے دو فریق وہ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے پیرو ہیں۔ ان میں سے ایک ربوی فریق کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کا مرکز ربوہ ہے۔ اور ایک فریق لاہوری جماعت کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کا مرکز لاہور ہے اور یہ فریق احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے نام سے اشاعتِ اسلام کا کام سرانجام دے رہا ہے۔

کوئی فریق بھی قولاً ختم نبوت کا منکر نہیں } ان تینوں فریقوں میں سے ایک فریق بھی ایسا نہیں جو قولاً ختم نبوت کا انکار کر رہا ہو اور انکار کر بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ ہر فریق قرآن کریم کے ہر ایک لفظ کو خدا کا لفظ یقین کرتا ہے اور قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب میں صریح لفظوں میں حضرت نبی کریم صلعم کو "خاتم النبیین" کے مبارک لقب سے پکارا گیا ہے اور تینوں فریق "خاتم النبیین" کے کم از کم ایک معنی آخری نبی پر متفق ہی ہیں اس لئے آئین کی رو سے مندرجہ بالا تینوں فریقوں سے کسی ایک فریق کے متعلق بھی یہ فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ مسلمان نہیں باقی رہا آخری نبی کا مفہوم سو اس کے متعلق تینوں فریقوں کا موقف الگ الگ ہے۔

علماء کرام کا موقف } عام مسلمان اور ان کے علماء کرام جو اکثریت میں ہیں "آخری نبی" کا جو مفہوم وہ لیتے ہیں اس کی رُو سے عملاً وہ بھی آنحضرت صلعم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ سیدالکونین حضرت محمد رسول اللہ صلعم تو اپنے متعلق یہ صریح الفاظ میں فرماتے ہیں :۔

"انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" یعنی میں خاتم النبیین ہوں، اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں لیکن اسکے برخلاف عام مسلمانوں اور ان کے علمائے کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اسی جسم عنصری کے ساتھ جو جسم عنصری لے کر وہ زمین پر آئے تھے ابھی تک زندہ ہیں اور دوسرے آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آخری زمانہ میں آپ اپنے پہلے ہی جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے اور مسلمانوں کے امام ہوں گے اور امام کے معنی سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ مسلمان ان کی اتباع کے پابند ہوں گے کیونکہ امام ہوتا ہی اس لئے کہ اس کی اتباع کی جائے۔

دوبارہ آمد یقیناً حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ہی ہوگی } اب ہر معزز ممبر قومی اسمبلی خدارا غور کرے کہ حضرت عیسٰیؑ اب دوبارہ جب تشریف لائیں گے تو کیا ان کا یہ آنا ..... حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہیں ہوگا۔ کون عقلمند اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اگر دوبارہ آنا تسلیم کر لیا جائے تو ان کی دوبارہ آمد حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ہی ہوگی جو آنحضرت صلعم کے الفاظ لا نبی بعدی کے صریح خلاف ہے اور یہ بھی واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت مسیح ناصری

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ اب ان دونوں حقیقتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو ماننے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ آخری نبی حضرت مسیح ناصریؑ ہی ہوں گے۔

تاویلیں بے حقیقت ہیں اب مختلف تاویلوں سے اس حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کرنا واضح الفاظ کو غلط معنی کا لباس پہنانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ اگر عام مسلمانوں اور ان کے علمائے کرام کو قرآن کریم کے الفاظ "خاتم النبیین" اور حدیث نبویؐ کے الفاظ "لانبی بعدی" کی تاویل کر کے اپنے موقف کے مطابق بنانے کا حق حاصل ہے تو دوسرے کسی فریق کو کیوں ان الفاظ کی ایسی تاویل کرنے کا حق حاصل نہیں جو ان کے موقف کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو۔ ان دونوں فریقوں کی تاویلوں کو جو یقیناً غلط اور الفاظ قرآن اور حدیث کے صریح خلاف ہیں الگ کر کے اصل الفاظ کو ہی اپنا رہنما بنایا جائے تو یہ دونوں فریق یعنی عام مسلمان اور ان کے علمائے کرام اور جماعت ربوہ کے افراد گو قولاً حضرت نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین یعنی آخری نبی تسلیم کرتے ہیں لیکن ان دونوں کے معتقدات سے ہرگز مترشح نہیں ہوتا کہ یہ آنحضرت صلعم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور فیصلہ کن چیز معتقدات ہی ہوا کرتے ہیں عام مسلمان اور ان کے علمائے کرام تو اپنے اس غلط عقیدہ کو کہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور وہی دوبارہ آئیں گے بجہ مارے رکھنے کی وجہ سے آخری نبی کی یہ تاویل کر لیتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنے گا اگر کوئی پرانا نبی آجائے تو اس کا آنا حضرت نبی کریم صلعم کے آخری نبی ہونے میں روک نہیں بن سکتا

یہ تاویل جس قدر مضحکہ خیز ہے کسی عقلمند پر مخفی نہیں رہ سکتی۔

ربوی علماء کی تاویل! دوسرا فریق یعنی جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے عوام اور ان کے علمائے کرام آخری نبی کی یہ تاویل کر لیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے اور وہ بھی جو حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع کے نتیجہ میں نبیاء ہوا ہو۔ ان کی یہ تاویل بھی مضحکہ خیز ہونے کے علاوہ نیز قرآن اور حدیث کے صریح خلاف ہونے کے علاوہ خود اس شخص کی تحریروں کے بھی صریح خلاف ہے جس کو یہ اپنا امام تسلیم کرتے ہیں یعنی حضرت مرزا صاحب۔ بہرحال یہ دونوں فریق گو لفظاً ختم نبوت کے قائل ہیں لیکن حقیقتاً ان میں سے کوئی فریق بھی حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی نہیں مانتا ہر ایک ان میں سے آنحضرت صلعم کے بعد نبی آنے کا قائل ہے ایک فریق سابق انبیاء میں سے ایک نبی کو لاکر ختم نبوت کی مہر کو توڑ رہا ہے اور دوسرا فریق نیا نبی بنا کر ختم نبوت کی مہر کو توڑنے کا مرتکب ہو رہا ہے۔

اس زمانہ میں ایک ہی شخص پیدا ہوا ہے اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے جس نے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم حقیقت میں آخری نبی ہیں جیساکہ قرآن کریم کے الفاظ "خاتم النبیین" اور حدیث نبوی کے الفاظ "لانبی بعدی" سے واضح ہے اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور یہ بالکل آپ پر افتراء ہے کہ آپ نے حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے آپ تو ساری عمر مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے رہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کو ماننے والی وہ جماعت جس کا مرکز لاہور ہے اور جو لاہوری جماعت

کے نام سے مشہور ہے اور جو احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے نام سے سنہ ۱۹۱۴ء سے اشاعتِ اسلام کے کام میں مصروف چلی آرہی ہے اپنے امام کی ہدایت کے ماتحت اسی عقیدہ پر قائم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم حقیقی معنی میں آخری نبی ہیں آنحضور صلعم کے بعد اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے قیامت تک اب حضرت نبی کریم صلعم کی نبوۃ ہی دنیا میں جاری وساری رہیگی اور وہی نبوۃ کے فرائض سرانجام دیتی رہیگی کسی اور نبی کی نبوۃ کو ہمیں خلل انداز ہونے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

معزز ممبران وفاقی اسمبلی کے لئے لمحہ فکریہ

مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ معزز ممبرانِ وفاقی اسمبلی کے سامنے درحقیقت اب یہ سوال نہیں کہ ختم نبوت کا لفظاً منکر کون ہے اور معترف کون ہے کیونکہ لفظاً تو حضرت نبی کریم صلعم کو تینوں ہی فریق آخری نبی تسلیم کرتے ہیں دو فریق اپنی اپنی من گھڑت تاویل کے ذریعہ سے اور تیسرا فریق یعنی لاہوری احمدی فریق بغیر کسی تاویل کے آنحضرت صلعم کو آخری نبی تسلیم کرتا ہے اس لئے اس کو تو غیر مسلم قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا باقی اگر دیگر دونوں فریقوں کے معتقدات کی بناء پر فیصلہ کرنا ہے تو معزز ممبر صاحبان وفاقی اسمبلی کو انصاف کی رُو سے دونوں فریقوں کو حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے غیر مسلم قرار دینا پڑیگا۔ اگر ایک فریق کو تاویل کی پناہ لینے کی اجازت دی جائیگی تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے فریق کو بھی تاویل کو پناہ گاہ بنانے کی اجازت دینے میں بخل سے کام نہ لیا جائے۔

فیصلہ میں عدل کو مدِنظر رکھنے کی ہدایت

اللہ تعالےٰ نے تمام مسلمان حاکموں کو عدل سے فیصلے کرنے کی

ہدایت دیتا ہے سورۃ النحل میں تو الفاظ ان اللہ یامر بالعدل کے ذریعہ عدل کا عام حکم دیا گیا ہے اور سورۃ النساء ع۸ میں حاکموں کو خاص طور پر اپنے فیصلوں میں عدل کو مدِنظر رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں :-

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیرا یعنی اے حاکمو! جب تم لوگوں کے درمیان اپنا فیصلہ دو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ دو یقیناً اللہ تعالے تمہیں بہترین بات کی تلقین کر رہا ہے یاد رکھو اللہ تعالے تمہارے فیصلوں کو سننے والا بھی ہے اور تمہارے کردار کو دیکھنے والا بھی ہے۔

حضرت داؤدؑ کو انصاف ترک کرنے پر وعید اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک عظیم الشان نبی حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو فیصلہ دینے کے متعلق ان الفاظ میں ہدایت کرتا ہے : یاداؤد انا جعلناک خلیفۃً فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب - ص ع۲ - اے داؤد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ یعنی حاکم بنایا ہے پس لوگوں کے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلے کرنا اور فیصلے دیتے وقت اپنی نفسانی خواہشات کی اتباع نہ کرنے بیٹھ جانا اگر ایسا کروگے یعنی اپنی نفسانی خواہش کی اتباع میں فیصلہ دوگے تو یاد رکھو کہ تمہاری یہ اتباع خواہش اور اس کے مطابق فیصلے دینا تمہیں اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی یقیناً وہ

لوگ جو اللہ تعالےٰ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے بوجہ اس کے کہ انہوں نے یومِ حساب کو بھلا دیا یعنی انہیں اپنا غلط فیصلہ دیتے وقت یہ خیال نہ رہا کہ حساب کا دن بھی آنے والا ہے جہاں ان سے انکے ان غلط فیصلوں کا حساب لیا جائے گا اور ان سے پرسش ہوگی کہ کیوں تم نے اپنے غلط فیصلہ کے ذریعہ دوسرے کو ظلم کا شکار بنایا پس اس دن سزا بھگتنے کے لئے تیار رہو۔

معزز ممبر صاحبان کا فرض ہے سو معزز ممبر صاحبان بھی اس نازک امر میں اپنا فیصلہ دیتے وقت خدا کی اس زبردست وعید کو سامنے رکھتے ہوئے اکثریت سے مرعوب ہوکر انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں ورنہ وعیدِ الٰہی تو وارد ہوکر رہے گی وہاں کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے صریح الفاظ میں فرمایا لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی مخلوق کی کسی ایسی بات میں ہرگز اطاعت نہ کرنا جس کے نتیجہ میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ فیصلہ کرتے وقت اکثریت اور اقلیت آپ کے سامنے نہیں ہونی چاہیئے محض انصاف ہی آپ کے سامنے رہنا چاہیئے خواہ وہ اکثریت کے خلاف ہو یا اقلیت کے خلاف ہو۔ دیکھئے اکثریت کے متعلق بھی قرآن کریم کیا ہدایت دیتا ہے۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ اگر تو اکثریت کی بات کو مان لے گا تو یہ اکثریت تجھے خدا کے راستہ سے گمراہ کر دے گی۔ پس خدا کے لئے اے معزز ممبر صاحبان اسمبلی آپ کو فیصلہ دیتے وقت اکثریت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے ہو سکتا ہے کہ اکثریت کا فیصلہ نفسانی اغراض پر مبنی ہو یا ان کا اجتہاد اس معاملہ میں ان کو غلط راہ پر ڈال رہا ہو

قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی ہدایت دیتا ہے کہ بعض اوقات فئة قليلة فئة
کثیرة پر غالب ہوتا ہے۔ فرماتا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة
كثيرة باذن الله یعنی کتنی ہی قلیل التعداد جماعتیں کثیر التعداد جماعتوں پر غالب
آجاتی ہیں اور یہ غلبہ میدان جنگ میں ہو یا میدان دلائل میں ہو دونوں میں ہوتا ہے
اس وقت بھی یہی حالت ہے ہمیں یقین کامل ہے کہ ہم باوجود قلیل التعداد ہونے کے
مقدم الذکر دونوں فریقوں پر دلائل کی رو سے غالب ہیں ہم مسلمانوں کے علماء کو
بھی دلائل کی رو سے مغلوب کر سکتے ہیں اور ان کو غلطی پر ثابت کر سکتے ہیں۔
اور یہودی جماعت کو بھی دلائل کی رو سے باذن اللہ شکست دے سکتے ہیں اور
ان پر واضح کر سکتے ہیں کہ ان کا مسلک خدا اور اس کے رسولؐ اور ان کے اپنے
امام کے مسلک کے بھی صریح خلاف ہے۔

اے معزز ممبر صاحبان آپ کے سامنے صرف ایک علمی مسئلہ ہے
جس پر فریقین کے علمی دلائل سنے بغیر آپ قطعاً کسی فیصلہ کن نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے
آپ عام مسلمانوں کے علماء کو بھی موقع دیں کہ وہ اپنے اس عقیدہ کو کہ حضرت مسیح ناصری
آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی امت محمدیہ اور دنیا کی تمام قوموں کی اصلاح
کے لئے اور دنیا کے سب سے بڑے فتنہ یعنی دجالی فتنہ کا قلع قمع کرنے کے لئے تشریف
لائیں گے اور ہمیں بھی موقع دیں کہ ہم ان کے اس عقیدہ کی تردید میں اپنے دلائل پیش
کریں پھر دونوں کے دلائل کا موازنہ کرنے کے بعد آپ کسی صحیح فیصلہ پر پہنچنے کے قابل
ہو سکیں گے اگر فریقین کے دلائل سننے کے بغیر ہی آپ نے اپنا فیصلہ دینا ہے تو
مسلمانوں کے علماء کو بھی اگر آپ انصاف کی بناء پر فیصلہ کریں گے غیر مسلم ہی

قرار دینا پڑے گا کیونکہ وہ بھی دیوبندی جماعت کی طرح اپنے معتقدات کی رُو سے حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے تو کیا وجہ ہے کہ ان کو تو مسلمان قرار دیا جائے اور دوسرے فریق کو غیر مسلم قرار دیا جائے **تلك اذاً قسمة ضيزى** یہ تقسیم تو انصاف پر نہیں بلکہ ظلم پر مبنی ہوگی - میں ذیل میں علماءِ کرام کے چند مزید معتقدات پر بھی روشنی ڈال دیتا ہوں تا معزز ممبر صاحبان کے علم میں آجائے کہ ان کے معتقدات میں کس قدر توہین حضرت نبی کریم صلعم کی مضمر ہے۔

عدل پر قائم رہنے کے متعلق مزید ہدایت

پیشتر اس کے کہ عام مسلمانوں اور ان کے علماءِ کرام کے عقیدہ آمد حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزید مضمرات پر روشنی ڈالی جائے اس ہدایت کی طرف معزز ممبر صاحبان کی مزید توجہ مبذول کرانا ضروری ہے جس کا ملحوظ رکھنا قرآن کریم نے کسی قوم کے خلاف ہوتے وقت لازمی قرار دیا ہے سورہ مائدہ ع۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يا ايها الذين آمنوا كونوا قوامين لله شهداء بالقسط ولا يجرمنكم شنآن قوم على الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوى واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات لهم مغفرة واجر عظيم والذين كفروا وكذبوا بآياتنا اولئك اصحاب الجحيم** - اے مومنو! جس کام کو تم نے سرانجام دینا ہو اسے پوری توجہ اور پوری چھان بین سے کام لے کر سرانجام دیا کرو علاوہ ازیں محض خدا کیلئے اسے سرانجام دو کوئی نفسانی غرض درمیان میں نہ ہو اور نہ کسی غیر کی خوشنودی اس کے سرانجام

دینے میں مدِ نظر رہو اس کے بعد شہداء بالقسط فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ جب تمہیں کسی فرد یا قوم کے متعلق شہادت دینی پڑے تو پورے انصاف کو کام میں لاتے ہوئے شہادت ادا کرو مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے اس کے بعد مزید تنبیہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دو پھر تاکیداً فرمایا عدل سے کام لو یاد رکھو عدل سے کام لینا ہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے جس کا مطلب بالفاظ دیگر یہ ہوا کہ جو شخص کسی قوم کے خلاف شہادت دیتے وقت عدل کو ترک کرتا ہے وہ دوسرے لفظوں میں تقویٰ اللہ کو ترک کرتا ہے پھر تقویٰ پر کاربند رہنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی خدا کے ارشادات کے مقابلہ میں کسی کا خوف مت کرو کسی کو خاطر میں مت لاؤ۔ یاد رکھو خدا تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ تم جس عمل کا ارتکاب کرنے لگے ہو اس میں تم نے محض خدا کی خوشنودی کو مدِ نظر رکھا ہے یا انسانوں کو خوش کرنا مدِ نظر رکھا ہے اگر خدا کی خوشنودی کو مدِ نظر رکھ کر فیصلہ دیا ہے تو خدا کے ہاں تمہارے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے اور اگر الٰہی ارشادات کو پسِ پشت ڈال دیا ہے تو یاد رکھو کہ ایسے لوگ دوزخ میں ڈالے جانے کے قابل ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی حقیقی عالم وہی ہوتے ہیں جو صرف خدا سے ہی ڈرتے ہیں اور دوسری جگہ حقیقی مومنوں کی شان میں فرمایا ولا یخافون لومۃ لائم کہ وہ اپنے فیصلہ کے خلاف ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں بلکہ ہر حالت میں انصاف ہی ان کے مدِ نظر رہتا

ہے انصاف کبھی بھی ان کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ پھر سورۃ الحجرات میں مؤمنوں کو تاکید کی ہے کہ تم سنی سنائی باتوں پر اپنے فیصلوں کی بنیاد مت رکھنا بلکہ ہر معاملہ میں پوری تحقیق کے بعد اپنی رائے قائم کرنا فرمایا یاایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔ یعنی اگر کوئی شخص تمہارے پاس ایسی خبر لائے جس پر یقین کرکے تم اس قوم کے خلاف کوئی ایسی کارروائی کر بیٹھو جس سے ارشاداتِ الٰہی کی خلاف ورزی کے ارتکاب کا اندیشہ یا احتمال ہو تو تم پر واجب ہے کہ اس خبر کی پوری طرح چھان بین کر لیا کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو اپنی ناواقفیت کی وجہ سے نقصان پہنچادو اور بعد میں جب حقیقت کھلے تو تم کو اپنے فعل پر نادم ہونا پڑے

اس وقت بھی سیدنا حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف جس کارروائی کے کرنے پر زور دیا جارہا ہے وہ محض تعصب اور بے جا دشمنی کی بنا پر زور دیا جارہا ہے اگر معزز ممبر صاحبان قومی اسمبلی نے بغیر پوری تحقیق کئے ان علماء کی بات کو مان لیا تو یاد رکھیں کہ بعد میں انہیں ایک نہ ایک دن جب اصل حقیقت ان پر کھلے گی تو ضرور انہیں اس پر نادم ہونا پڑے گا۔

تینوں فریقوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے

اگر معزز ممبر صاحبان کے پاس اتنی فرصت نہیں کہ موجودہ اختلافی مسائل کے بارے میں اصل حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے وقت نکال سکیں تو وہ تمام فریقوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ عوام کو اپنے اپنے دلائل سے آگاہ کرتے رہیں جس فریق کے دلائل کسی کو اپیل کر جائیں وہ اس فریق کے

ساتھ شامل ہو جائے حکومت کو اس امر میں دخل انداز ہونے کی ضرورت نہیں جبکہ حکومت کے آئین کے تقاضا کو تینوں فریقوں میں سے ہر فریق لفظاً تو...... پورا کر رہا ہے یعنی ہر فریق حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی لفظاً تو تسلیم کرتا ہی ہے گو دو فریق تاویل کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں یعنی عام مسلمان اور ان کے علماء اور ربوی جماعت اور تیسرا فریق یعنی ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بغیر کسی تاویل کے لفظاً بھی اور عملاً بھی حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور سیدنا حضرت مرزا صاحب کی ہدایت اور حضور کے مسلک کی پیروی کرتے ہوئے یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا نبی بن سکتا ہے اسی طرح سورۃ النساء ع ۲۰ میں فرمایا

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔ اے مومنو انصاف کا پوری طرح خیال رکھو ایسا نہ ہو کہ کسی وجہ سے اس کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے کسی امر میں گواہی دینے والے یا فیصلہ دینے والے بننے سے قبل اپنے نفس کا جائزہ لے لیا کرو کہ آیا آپ کی شہادت یا آپ کا فیصلہ محض خدا کی خوشنودی کو مدِ نظر رکھ کر کیا جا رہا ہے یا اس کے پسِ پردہ کوئی اور اغراض کار فرما ہیں خواہ آپ کی شہادت یا آپکا فیصلہ اپنے نفس یا اپنے والدین یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ جائے خواہ وہ غنی ہوں یا فقیر ہوں اس کی آپ کو پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ ان کی نسبت اللہ

تعالےٰ کا حق زیادہ ہے کہ اس کے احکام کی پرواہ کی جائے پس عدل کے معاملہ میں
اپنے ھویٰ کی اتباع مت کرو اگر تم عدل سے تھوڑے سے بھی مائل ہو جاؤ گے
یا اس سے بالکل ہی منہ پھیر لو گے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے
یاد رہے کہ انفس میں صرف انسان کا اپنا نفس ہی داخل نہیں بلکہ اس میں تمام وہ لوگ
شامل ہوتے ہیں جو ایک ہی مسلک پر گامزن ہوں۔ پس معزز ممبر صاحبان اسمبلی
یاد رکھیں کہ عام مسلمان اور ان کے علماء ان کے ہم خیال ہونے کی وجہ سے انفس
میں داخل ہیں اس لئے اگر ازراہِ انصاف معزز ممبر صاحبان کو ان کے خلاف
فیصلہ دینا پڑے تو بڑی جرأت سے انہیں ان کے خلاف اپنا فیصلہ صادر فرمانا
چاہئے بے شک کثرت تعداد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھ رہے ہیں
اور خیال کر رہے ہیں کہ ہم کثیر التعداد ہیں ہم پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اور جس
فریق کو گرانے کے لئے وہ کوشاں ہیں وہ بوجہ قلیل التعداد ہونے کے فقیر یعنے
بے بس انسان کی حیثیت رکھتا ہے مگر الٰہی حکم مومن کو یہی ہے کہ وہ نہ کسی فریق کی
بے نیازی کی پرواہ کرے اور نہ کسی فریق کی بے بسی سے ناجائز فائدہ اُٹھائے بلکہ
ان دونوں قسم کے خیالوں سے بالا ہو کر محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو مدِنظر
رکھے ورنہ اس کا کوئی عمل بھی خدا سے مخفی نہیں رہ سکتا عمداً غلط فیصلہ اختیار
کرنے کا نتیجہ اسے ضرر بھگتنا پڑے گا۔

حضرت مسیح ناصریؑ کی تبلیغ اور اصلاح کا دائرہ

حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق اللہ
تعالےٰ نے سورہ آل عمران ع۵ میں فرمایا ہے رسُولاً الیٰ بنی اسرائیل

اور سورۃ الصف میں خود حضرت مسیح نے اپنی زبان سے اپنے متعلق فرمایا وا ذ قال عیسٰی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم ایسا ظاہر ہے کہ جب وہ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے تو ان کا دائرۂ تبلیغ و دائرہ اصلاح بنی اسرائیل تک ہی محدود تھا اور لامحالہ ان کو روحانی طاقتیں اور روحانی کمالات اسی محدود دائرہ کے اندر اصلاح کے کام کو سرانجام دینے کے لئے ہی دیئے جاتے تھے وہ نہ ساری دنیا کے لئے مصلح بنا کر بھیجے گئے تھے کہ ان کو ساری دنیا کی اصلاح کے بوجھ کو اٹھانے کے لئے جس قدر قوتوں کی ضرورت تھی وہ انہیں دی جاتیں کیا قرآن کریم میں یا کسی صحیح حدیث میں یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ ان کی روحانی طاقتوں میں اضافہ کر کے ساری دنیا کی قوموں کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے کی اہلیت ان میں پیدا کر دی جائے گی جبکہ ایسی کوئی آیت یا ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کی جا سکتی تو وہ دوبارہ آ کر دنیا کی تمام قوموں کی اصلاح کا کام کس طرح سرانجام دے سکتے ہیں

ایک ہی نبی کو ساری دنیا کا مصلح قرار دیا گیا ہے

صرف ایک ہی نبی ایسا ہے جس کو ساری دنیا کی اصلاح کا کام سونپا گیا ہے اور وہ ہمارے حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں قرآن کریم میں آنحضور صلعم کے متعلق یہ الفاظ ہیں قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون - الاعراف ع ۲۰ -

اعلان کر دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

وہ اللہ جس کی حکومت آسمانوں اور زمینوں پر پھیلی ہوئی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے پس اے لوگو اللہ پر اور اسکے اس رسول نبی اُمی پر ایمان لاؤ جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے اور اسی کی اتباع کرو تا تم ہدایت یافتہ بن جاؤ دیکھ لیں کہ دنیا کے تمام لوگوں کو اسی بات کی طرف دعوت دی جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان بھی لائیں اور آنحضرت صلعم کی اتباع بھی کریں انہی کی اتباع سے ہدایت حاصل ہو سکتی ہے مسیح پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا اور نہ ان کی اتباع کرنے کی کہیں ہدایت دی گئی ہے۔

دوسری آیت } سورۃ سبا ع۳ میں فرمایا وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر یعنی ماننے والوں کے لئے بشارتیں دینے والا اور مخالفت کرنے والوں کے لئے سزا کی خبر دینے والا۔ واقعات نے اس دعوے کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے ۱۴۰۰ برس سے جن لوگوں نے آنحضرت صلعم کی آغوش تربیت میں پرورش پائی وہ قرب الٰہی کی نعمت سے مالا مال ہو گئے اور مخالفت کی راہ اختیار کرنے والے خائب و خاسر رہے۔ کیا حضرت مسیح ناصری کے ماننے والوں میں سے بھی حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی مقرب الٰہی بنا۔

تیسری آیت } الانبیاء ع۷ میں فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے تجھے ساری قوموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے واقعات اس دعویٰ کی بھی تصدیق کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔

حدیث جس سے مسیح کی آمد ثانی کا استدلال کیا جاتا ہے } حدیث جس سے حضرت

مسیح ناصریؑ کی آمد ثانی کے متعلق استدلال کیا جاتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم (صحیح بخاری) تمہاری کیسی بُری حالت ہوگی جبکہ تم میں ابنِ مریم نازل ہوگا اور وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہی ہوگا۔ حدیث میں ابنِ مریم کے لفظ سے علماء نے اصل ابن مریم سمجھ لیا ہے حالانکہ یہاں امامکم منکم کے الفاظ زبردست قرینہ تھے اس بات پر کہ یہاں ابنِ مریم سے مراد مسیح ناصری نہیں کیونکہ نہ تو وہ مسلمانوں کے امام بن سکتے ہیں جیسا کہ ابھی ثابت کیا جائے گا اور نہ وہ مسلمانوں کی بُری حالت کو اچھی حالت میں تبدیل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور نہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی اُمت کے فرد ہیں کہ ان پر منکم کے لفظ کا اطلاق ہو سکے۔ بعض عُلماء نے امامکم منکم کے لفظ سے مہدی مراد لینے کی بھی کوشش کی ہے مگر صحیح مسلم کی حدیث میں فامکم آیا ہے جس نے علماء کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا ہے۔

ابنِ مریم سے مسیح ناصری مراد لینا حضرت نبی کریم صلعم کی توہین ہے } اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ امامکم منکم و فامکم سے مراد مہدی نہیں بلکہ ابن مریم ہی ہے تو اگر ابنِ مریم سے مراد مسیح ناصری لیا جائے جیسا کہ بعض عُلماء لے رہے ہیں تو یہ امر حضرت نبی کریم صلعم کی صرف شان کے ہی منافی نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی توہین کے پہلو کو بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور آنحضرت صلعم کی شانِ ختمِ نبوت کو بھی بالکل ختم کر دینے کے مترادف ہے۔

امامکم منکم سے مراد } محققین نے حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم

ابن مریم حکماً مقسطا و اماماً منکم میں امام سے کوئی الگ امام مراد نہیں لیا بلکہ ابنِ مریم ہی مُراد لیا ہے اور معنی امام کی اتباع عیسی برائے شریعت محمدیہ کئے ہیں دیکھو حجج الکرامہ صہ ۳۸۲ ۔ الفاظ برائے شریعت محمدیہ تو محض اپنی تسلّی کے لئے زائد کر دیئے گئے ہیں ورنہ اصل مراد تو حضرت عیسٰی کی اتباع ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ابنِ مریم سے حضرت مسیح ناصری ہی مراد ہوں تو وہ کس طرح شریعتِ محمدیہ کی پیروی کرا سکتے ہیں انہیں تو خود بھی اس سے کوئی واقفیت نہیں ہوگی اور نہ ہی انہیں عربی زبان سے واقفیت ہوگی کہ وہ قرآن اور حدیث کو سمجھ سکیں اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں بذریعہ وحی سکھلائیں گے جیسا کہ بعض کا خیال ہے تو وہ چونکہ نبی ہوں گے اس لئے جس وحی کے ذریعہ ان کو سکھلایا جائے گا وہ وحی وحیِ نبوت ہی ہوگی اور یہ مسلّم ہے کہ وحیِ نبوت کا نزول بعد حضرت نبی کریم صلعم منقطع ہو چکا ہے۔ وحی نبوت کا ایک کلمہ بھی ختمِ نبوت کو باطل کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا کہ ابنِ مریم سے مراد اُمت کا ہی کوئی فرد ہے جسے حضرت مسیح ناصری سے شدید مشابہت کی وجہ سے ابنِ مریم کے نام سے پکارا گیا ہے اور وہی مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہو سکتا ہے اور وہی شریعتِ محمدیہ کی اتباع بھی کرا سکتا ہے کیونکہ وہ خود بھی اسی کا متبع ہوگا ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کے علاوہ مسلمانوں پر کسی اور نبی کی اتباع بھی لازم ہوگی جو قرآن کریم کے صریح خلاف ہے۔ قرآن کریم تو ان آیات سے بھرا پڑا ہے جن میں مسلمانوں کو یہی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے سوا اور کسی کی اتباع نہ کریں۔ سوائے ان مسلمان ہستیوں کے جو حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو کر آنحضرت صلعم

کے حقیقی خلیفے اور نائب بن گئے ہوں تفصیل اس کی آگے آتی ہے ان آیات
میں سے سرِدست ایک ہی آیت بطور غور پیش کی جاتی ہے۔ آل عمران میں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم
ذنوبکم واللہ غفور رحیم قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان
اللہ لا یحب الکفرین۔ اے رسول! اس بات کا اعلان کردو کہ اگر تم اللہ
سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو میری اتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خدا کے
محبوب بن جاؤ گے اور تمہارے سابقہ گناہ یا سابقہ کمزوریاں اور کوتاہیاں معاف
ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے یہ بھی اعلان کردو کہ اللہ اور اس کے
رسول کی اطاعت کرو اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے منہ پھیر لوگے
تو جان لو کہ ایسے کافروں سے خدا ہرگز محبت نہیں کرے گا یعنی وہ خدا کے محبوب
ہرگز نہ بن سکیں گے۔

اب اس آیت میں خدا کے مقرب اور محبوب بننے کو صرف حضرت نبی کریم
صلعم کی اتباع سے ہی وابستہ کیا گیا ہے کسی اور نبی کو اس میں شریک نہیں کیا گیا
اور آنحضرت صلعم کی اتباع سے منہ پھیرنے والوں کو دھتکار دیا گیا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جس طرح انبیاء سابقین
کے ساتھ اور نبی بھی ہوتے رہے ہیں تو اگر حضرت
نبی کریم صلعم کے ساتھ بھی ایک نبی ہو [illegible] ئے تو کیا حرج ہے ایسے لوگوں کی اس
غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ان [illegible] یا جاتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی
نبوت اور آنحضور صلعم کی اصلاح کرنے کی قوت قدسیہ اپنے انتہائی کمال کو پہنچی

ہوتی ہے کسی نبی کو یہ انتہائی کمال حاصل نہیں ہوا تھا اس لئے ان کو کسی دوسرے نبی کی مدد کی ضرورت رہتی تھی لیکن حضرت نبی کریم صلعم کو اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اسی انتہائی کمال کی وجہ سے ہی آنحضور صلعم کو.... خاتم النبیین کا لقب عطا کیا گیا اسی لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا ختم بی النبیون - یعنی میرے آنے سے پہلے تمام انبیاء ختم کر دیئے گئے یعنی انکی فیض ربانی کا سلسلہ ختم ہو گیا اب فیض ربانی کا سلسلہ میرے وجود سے شروع ہوا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ نبیوں کا جو کام ہے یعنی ربانی لوگ پیدا کرنا وہ اب میرے ذریعہ قیامت تک ہوتا رہے گا ۔ اسی لئے آنحضور صلعم نے فرمایا اگر موسیٰ اور عیسےٰ میرے زمانہ میں ہوتے تو وہ نبی نہ بنتے بلکہ میرے متبعین میں ہی داخل ہوتے اس کے ساتھ ہی آنحضور صلعم نے اپنی خصوصیت کی وضاحت بھی ان الفاظ میں فرمادی کہ پہلے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی خاص قوم اور خاص وقت کے لئے آتے تھے اور میں تمام قوموں کے لئے آیا ہوں اب اگر حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے عقیدہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو وہ بھی لامحالہ اب ساری دنیا کے لئے رسول ہوں گے اور بدیں وجہ وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کی اس خصوصیت میں شریک ہو جائیں گے جو بالبداہت باطل ہے ۔

حضرت عیسیٰؑ کی اُمت حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانے کی مکلف ہے

قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اُمت حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کی مکلف نہیں بلکہ اس کے برعکس حضرت عیسیٰ کی اُمت حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانے

اور آنحضرت صلعم کی اتباع کرنے کی مکلف ہے اور وہ آیت یہ ہے واذ اخذ اللہ
میثاق النّبیّین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم
رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال
أاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قال اقررنا قال فاشھدوا
وانا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذالک فاولٓئک ھم
الفاسقون ۔ آل عمران ع۹ ۔

اور جب اللہ تعالے نے تمام نبیوں سے یہ کہکر عہد لیا میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت کا ایک حصّہ دیا ہے اب اس کے بعد تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو یہ بتلائے کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ حق تھا تو تم نے ضرور اس رسول پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی نصرت کرنی ہوگی ۔ فرمایا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور میرے اس عہد پر مضبوطی سے قائم ہو سب نبیوں نے جواب میں کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں ۔ فرمایا اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں یاد رکھو جو تم میں سے اس عہد سے بعد اقرار کے پھر جائے گا تو وہ نافرمانوں میں شمار ہوگا ۔

اب ظاہر ہے کہ نبیوں پر جو ایمان لانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس سے مراد ان کی اُمتیں ہی ہیں ان میں حضرت عیسےٰؑ کی اُمّت بھی داخل ہے اس کو باہر تو نہیں رکھا گیا اور رسول سے مراد حضرت نبی کریم صلعم ہی ہیں کیونکہ آنحضور صلعم ہی ایسے رسُول ہیں جنہوں نے دنیا کی تمام قوموں کے رسولوں کی تصدیق کی ہے کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ خدا تو حضرت عیسٰیؑ کی اُمّت کو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع

کا مکلف قرار دیتا ہو اور مسلمان اور ان کے علماءِ کرام اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلعم کی اُمت کو حضرت عیسےٰؑ کی اتباع کا مکلف بنانے پر زور دے رہے ہیں۔

شبِ معراج میں بیت المقدس میں تمام انبیاء کرامؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کی امامت میں نماز ادا کی جو صریح اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ اب تمام انبیاء کرام کی اُمتیں حضرت نبی کریم صلعم کو اپنا امام تسلیم کرنے کی پابند ہیں اپنے نبیوں کی اتباع کو چھوڑ کر وہ اب پابند ہیں اس بات کی کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھیں۔

سورت حدید کی آیت } سورت حدید کی آخری آیت میں اس کی وجہ وضاحت سے بیان کی گئی ہے فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ویجعل لکم نوراً تمشون بہ ویغفرلکم واللہ غفور رحیم لئلا یعلم اھل الکتاب الا یقدرون علیٰ شیءٍ من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ اے مؤمنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنی دوگنی رحمت سے نوازے گا اور تمہیں ایسا نور عطا کر دے گا جس کے ساتھ تم چلتے پھرتے رہو گے اور تمہاری مغفرت کے سامان کر دے گا اور اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے تاکہ تمام اہلِ کتاب جان لیں کہ اب وہ اللہ تعالےٰ کے فضل میں سے کچھ بھی حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اب جس کو چاہا ... دے رہا ہے یعنی اب وہ اپنے فضل سے حضرت

نبی کریم صلعم کے حقیقی متبعین کو ہی تو اترتا ہے اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے اگر تم اس کے فضل کے مورد بننا چاہتے ہو تو ہمارے اس رسول کے متبعین میں داخل ہو جاؤ اب تمہیں اپنے انبیاء کی اتباع سے کچھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ انکی فیض رسانی کا سلسلہ اب ختم ہو گیا ہے کیونکہ ان کی نبوت ایک خاص زمانہ تک تھی جو اپنے انتہاء کو پہنچ کر ختم ہو گئی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے کام سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ ذیل چار کام بیان فرمائے ہیں: هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔

یعنی خدا وہ ہے جس نے ان امی لوگوں ... میں انہی میں سے اپنا رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاکیزگی سے ہم کنار کرتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے اگرچہ اس سے قبل یہ کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

یہ بیان کرنے کے بعد کہ آنحضور صلعم کا کام صرف امی لوگوں کی اصلاح تک ہی محدود نہ تھا جنمیں آنحضور صلعم مبعوث ہوئے تھے اور جسے آنحضور صلعم نے کامل طور پر سرانجام دے دیا بلکہ آنحضور صلعم کی اصلاح کا دائرہ آنے والی نسلوں تک بھی پھیلا ہوا تھا اسی لئے اس کے بعد فرمایا:۔

وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔ یعنی آنحضور

کا کام آنے والی نسلوں پر بھی جو انہی کی طرح گمراہی میں مبتلا ہوں گے آیات کا پڑھنا اور ان کے دلوں کو پاکیزگی سے بھر دینا اور ان کو کتاب کے حقائق اور اس کی حکمت سے مالامال کر دینا بھی ہے کسی شخص کو بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی اصلاح یافتہ بنانے کی طاقتوں سے آراستہ کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے یہ فضل عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے کیا اس آیت سے واضح نہیں ہوتا کہ قیامت تک آنے والی نسلیں آنحضورؐ کے فیض سے ہی مستفیض ہو کر روحانی کمالات حاصل کرتی رہیں گی .... اور آنحضرت صلعم کی نبوت کے سورج کی شعاعوں سے ہی منور ہوتی رہیں گی۔ جب حقیقت یہ ہے تو حضرت عیسٰے کے دوبارہ تشریف لانے کی کیا ضرورت ہے اور وہ کس لئے آئیں گے کیا وہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم کو اپنے اس فرضِ منصبی کو ادا کرنے سے روک کر خود اس فرضِ منصبی کو ادا کرنے لگ جائیں گے اور نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی کرسی پر آپ براجمان ہو جائیں گے ہمارے مسلمان بھائی اور ان کے علماء خدارا غور سے کام لے کر انصاف سے بتلائیں کہ کیا ان کے اس عقیدہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین تو پنہاں نہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا یہ کام کس طرح سر انجام پائے گا} اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ

حضرت نبی کریم صلعم نے تو ۶۳ برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف انتقال فرما جانا تھا پھر آنحضور صلعم کس طرح آنے والی نسلوں کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا سکتے تھے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے جو انتظام کیا اس کو مندرجہ ذیل آیات میں پیش کیا ہے:۔

پہلی آیت } پہلی آیت آیت استخلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-
وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنّہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنّہم من بعد خوفہم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون -

فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے مسلمانو! جو تم میں سے مومن ہیں اور ان کے اعمال بھی ان کے ایمان کے مطابق ہیں ضرور بالضرور اللہ تعالےٰ ان کو زمین میں حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفے بنائے گا (اب دیکھ لو کہ حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانے والوں کو ہی خلیفہ بنانے کا وعدہ کیا ہے یہ نہیں کہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی آکر خلیفہ بن جائے گا) ....

اسی طرح جس طرح خلیفہ بنایا ان کو جو پہلے گذر چکے ہیں یعنی بنی اسرائیل میں جس طرح خلیفے بنے اسی طرح اس امت میں بھی بنیں گے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں خلفاء بادشاہ بھی ہوئے اور محدثین بھی ہوئے اسی طرح اس امت میں بھی بادشاہ ہوں گے اور محدثین بھی ہوں گے ان خلفاء کے ذریعے خدا کے پسندیدہ دین یعنی دینِ اسلام کو تمکنت حاصل ہوتی رہے گی اور ان کے ذریعہ خوف امن سے بدل جایا کرے گا یہ خاص میری ہی عبادت کرنے والے ہوں گے

میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اس کے بعد بھی جو انکار پر مصر رہیں گے وہ نافرمان شمار ہوں گے اے مسلمانو! نمازوں کو قائم رکھو زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اپنے اسی رسول کی اطاعت کرتے رہنا (نہ کسی اور رسول کی) تاکہ تم پر اللہ کی طرف سے رحم کیا جائے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ حضرت نبی کریم کی اطاعت ہی مسلمانوں کی کامیابی کا ذریعہ بنتی رہے گی۔ اور اس کا صحیح علم خلفاء کے ذریعہ حاصل ہوتا رہے گا۔

دوسری آیت } سورۃ بقرہ ع۱۷ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیداً۔

اے مسلمانو! ہم نے تم کو اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تمہارے سپرد یہ کام ہے کہ تم دوسری قوموں کی اصلاح کا کام سرانجام دو اور ان کے لئے اسلام کی سچائی کے گواہ بنتے رہو اور تم حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کے نور سے منور ہو کر اور آنحضور صلعم سے روحانی تربیت حاصل کر کے اپنے اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہو۔

کیا یہ آیت اس بات کو واضح نہیں کر رہی کہ امتِ محمدیہ کا ہی کام ہے کہ وہ خود نبی کریم صلعم سے فیض حاصل کر کے آگے لوگوں تک اس فیض کو پہنچائے حضرت عیسٰی اس کام میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ اس امت کے فرد ہیں اور نہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم سے فیض حاصل کیا۔

تیسری آیت } آل عمران ع۱۲ میں اللہ تعالیٰ اس امت کے متعلق فرماتا ہے

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر وتؤمنون بالله -

اے مسلمانو! تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے یعنی انہیں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے تمہارا کام ہے لوگوں کو معروف کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اور خود مومن ہونے کا ثبوت بہم پہنچانا -

ہمارے مسلمان بھائی اور ان کے علماء کرام غور کریں کہ کیا یہ آیت وضاحت سے دُنیا کی اصلاح کا کام مسلمان قوم کے سپرد نہیں کرتی پھر ان کا خیال کہ حضرت عیسیٰؑ آکر اصلاح کا کام کریں گے کہاں تک درست ہو سکتا ہے -

معزز ممبر صاحبان کی خدمت میں دردمندانہ اپیل

معزز ممبر صاحبان کی جاتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا بیان پر غور کی نظر ڈالیں اور دیکھ لیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ لانے کا جو عقیدہ مسلمان علماء نے اختیار کیا ہوا ہے کہاں تک قرآن کریم کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اگر ہمارے علماء کرام چاہتے ہیں کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی لفظاً و عملاً تسلیم کریں تو انہیں یہ عقیدہ فوراً ترک کر دینا چاہیئے اور سب علماء کے کلام اسی طرح اعلان کر دیں کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں اب وہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے - جس طرح مصر کے ممتاز عالم دین شیخ محمد عبدہؒ اور ان کے شاگرد شیخ رشید رضا اور ازہر یونیورسٹی کے سابق ڈائرکٹر شلتوت مرحوم نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں ان کی دوبارہ آمد کی توقع اُمید

خام ہے۔

اگر پاکستان کے علماء کرام بھی یہ اعلان کر دیں کہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب دنیا میں نہیں آئیں گے تو ان کا حضرت نبی کریم صلعم کو لفظاً اور عملاً آخری نبی تسلیم کرنا درست مانا جا سکتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ بھی حضرت نبی کریم صلعم کو آخری نبی تسلیم کرنے والے نہیں کہلا سکتے۔ ان کے اس اعلان کے بعد علماء ربوہ کے ساتھ آسانی سے نپٹا جا سکتا ہے اور ان کو بھی اس بات کے منوانے کیلئے راہ ہموار ہو سکتی ہے کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب ہرگز مدعی نبوت نہ تھے کیونکہ حضور کی تحریریں اس مسئلہ پر واضح ہیں ان کا یہ کھلا کھلا اعلان ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نیا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔